کبائر کے اصول و مبادی

حافظ محمد شہباز حسن*

اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں سے بچنے کا حکم صادر فرمایا ہے اس لئے ان کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس مختصر مقالہ میں کبائر کے مندرجہ ذیل اصول و مبادی بیان کئے گئے ہیں:

ا: گناہوں کو صغائر و کبائر میں تقسیم کرنے کی شرعی حیثیت

۲: کبائر کی معرفت کے اصول

۳: مرتکب کبیرہ اور خلود فی النار؟

۴: مرتکبِ کبیرہ کی توبہ؟

ا: گناہوں کو صغائر و کبائر میں تقسیم کرنے کی شرعی حیثیت

کتاب و سنت کی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کبیرہ بھی ہوتے ہیں اور صغیرہ بھی۔ صغیرہ گناہ کا انکار قرآن و حدیث کی تعلیمات کے منافی ہے۔ گناہوں کی کبائر و صغائر میں تقسیم قرآن مجید کی آیات کریمہ سے ثابت ہے۔

ا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا (۱) ''اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے''۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کبائر اور سیئات (صغیرہ گناہوں) میں فرق ہے۔ سید امیر علی لکھتے ہیں: سیئہ اگرچہ صغیرہ و کبیرہ دونوں کو شامل ہے مگر یہاں مقابلہ کبائر سے سیئات بھی صغائر ہیں (۲)۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے ان نیک لوگوں کو اچھا بدلہ دینے کا اعلان کیا ہے جن کی صفت اس آیت کریمہ میں بیان کی گئی ہے: اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ (۳) ''جو لوگ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی سوائے کسی چھوٹے سے گناہ کے''۔

---

* لیکچرر، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

اللمم سے مراد صغیرہ گناہ ہیں (۴)۔

۳۔ کبیرہ گناہوں سے بچنا اہل ایمان کی ایک صفت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَاغَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ (۵) ''اور جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی سے بچتے ہیں اور غصے کے وقت بھی معاف کردیتے ہیں''۔

ان آیات کریمہ میں کبائر ، کبائر الاثم والفواحش، سیئات اور اللمم کے الفاظ سے گناہوں کا صغیرہ اور کبیرہ میں تقسیم ہونا واضح ہوتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے بھی بعض گناہوں کو موبقات (مہلک)اور کبائر قرار دیا ہے۔ ایسی احادیث، جن میں کبائر وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، بکثرت ہیں۔ چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

ا۔ارشاد نبوی ہے: الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن اذا اجتنب الکبائر (٦) ''پانچوں نمازیں، جمعہ آئندہ جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک درمیان میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے''۔

۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یارسول الله وما هن؟ قال: الشرک بالله والسحر وقتل النفس التی حرم الله الا بالحق واکل الربا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المومنات ''ان گناہوں سے بچو جو ہلاک کردینے والے ہیں۔لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس کا قتل حرام ہو اسے قتل کرنا ہاں کسی شرعی وجہ سے اس کا خون حلال ہوگیا تو اور بات ہے، سود کھانا، یتیم کا مال ہڑپ کرجانا،میدان جنگ سے کفار کے مقابلے کے وقت راہ فرار اختیار کرنا اور بھولی بھالی پاکدامن مسلمان عورتوں پر تہمت لگانا''(۷)۔

۳۔عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:من الکبائر شتم الرجل والدیه.... ''آدمی کا اپنے والدین کو سب وشتم کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے...''(۸)

۴۔ عبدالرحمان بن ابی بکرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا: الا انبئکم باکبر الکبائر (ثلاثا) : الاشراک بالله وعقوق الوالدین وشهادة الزور اوقول الزور۔(۹) ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (تین بار فرمایا)۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کو تنگ کرنا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا۔''

۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا: ای الذنب اعظم عنداللہ؟ (اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟) تو آپ نے فرمایا: ان تجعل للہ ندا وھوا خلقک (یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو برابر ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے)۔ میں نے عرض کیا یہ تو واقعی سب سے بڑا گناہ ہے۔ پھر اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وان تقتل ولدک تخاف ان یطعم معک (یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی)۔ میں نے پوچھا اور اس کے بعد؟ فرمایا: ان تزانی بحلیلة جارک (یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرو) (۱۰)

۶۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگو! سن لو، اللہ تعالیٰ کے ولی صرف نمازی ہی ہیں جو پانچوں وقت کی فرض نمازوں کو باقاعدہ بجالاتے ہیں، جو رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اور فرض جان کر ہنسی خوشی زکوۃ ادا کرتے ہیں اور ان تمام کبیرہ گناہوں سے دور رہتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا، یا رسول اللہ وہ کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شرک، قتل، میدان جنگ سے بھاگنا، یتیم کا مال کھانا، سود خوری، پاکدامنوں پر تہمت لگانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، بیت اللہ الحرام کی حرمت کو توڑنا جو زندگی اور موت میں تمہارا قبلہ ہے۔ سنو جو شخص مرتے دم تک ان بڑے گناہوں سے اجتناب کرتا رہے اور نماز و زکوٰۃ کی پابندی کرتا رہے، وہ نبی (ﷺ) کے ساتھ جنت میں سونے کے محلوں میں ہوگا۔ (۱۱)۔

۷۔ ارشاد نبوی ہے: جو اللہ کا بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، نماز قائم رکھے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور کبیرہ گناہوں سے بچے، وہ جنتی ہے۔ ایک شخص نے پوچھا، کبائر کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، مسلمان کو قتل کرنا، لڑائی والے دن بھاگ کھڑا ہونا (۱۲)۔

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ اور محدثین کی تبویب سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں میں بعض گناہ کبیرہ ہوتے ہیں۔ کتاب وسنت کے دلائل کی روشنی میں حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کتاب وسنت، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے اجماع سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ دونوں ہی قسم کے گناہ ہوتے ہیں۔ (۱۳)

مفسرین کرام نے بھی آیات واحادیث کی روشنی میں گناہوں کو کبائر وصغائر میں تقسیم کیا ہے۔ مفتی محمد شفیع صاحب سورۃ النساء کی آیت 31 ان تجتنبوا کبائر ۔۔۔ کے معارف ومسائل کے تحت ''گناہوں کی دو قسمیں'' کا عنوان قائم کرتے ہیں اور پھر لکھتے ہیں: آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی دو قسمیں ہیں۔ کچھ کبیرہ یعنی بڑے گناہ اور کچھ صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ، اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر کوئی شخص ہمت کر کے کبیرہ گناہوں سے بچ جائے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کے صغیرہ گناہوں کو وہ خود معاف فرما دیں گے (۱۴)۔ آگے چل کر ایک عنوان انہوں نے یوں قائم کیا ہے: گناہ

اوراس کی دوقسمیں:صغائر، کبائر(۱۵)۔

سید ابو الاعلی مودودی سورۃ النجم کی آیت 32، الذین یجتنبون کبائر الاثم کی تفسیر میں صحابہ وتابعین کی تفسیری روایات بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: بعد کے مفسرین اور ائمہ وفقہاء کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ یہ آیت اورسورۃ النساء کی آیت 31 صاف طور پر گناہوں کو دو بڑی اقسام پر تقسیم کرتی ہیں، ایک کبائر، دوسرے صغائر، ازاں بعد لکھتے ہیں: اگرچہ بعض اکابر علماء نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ کوئی معصیت چھوٹی نہیں ہے بلکہ خدا کی معصیت بجائے خود کبیرہ ہےلیکن جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: کبائر اور صغائر کا فرق ایسی چیز ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ جن ذرائع معلومات سے احکام شریعت کا علم حاصل ہوتا ہے وہ سب اس کی نشاندہی کرتے ہیں(۱۶)۔

۲: کبائر کی معرفت کے اصول

کبائر سے چونکہ بچنا ضروری ہے اس لئے ان کی معرفت حاصل کرنا بھی لازمی ہے۔اس سلسلے میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:کان الناس یسئلون رسول اللہ ﷺ عن الخیر وکنت اسالہ عن الشرمخافۃ ان یدرکنی (۱۷) ''لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے جبکہ میں شر کے بارے میں آپ سے پوچھتا تاکہ کہیں میں شر کا مرتکب نہ ہوجاؤں''۔ بقول شاعر

عرفت الشر لا لشرلکن لتوقیہ

ومن لم یعرف الخیر من الشریقع فیہ

''میں نے شر کو بری نیت سے نہیں پہچانا بلکہ اس سے بچنے کے لئے پہچانا ہے جو شر کو خیر سے نمایاں نہیں کرسکتا وہ شر کا مرتکب ہوجاتا ہے''۔(۱۸)

کبیرہ گناہوں کی مندرجہ ذیل تعریفات بیان کی گئی ہیں:

۱۔کبیرہ گناہ وہ ہے جس کی معرفت نص قرآنی سے ثابت ہواور جس سے رسول اللہ ﷺ منع فرمائیں وہ صغیرہ ہے۔

۲۔ جن چیزوں کی حرمت پر تمام آسمانی شریعتوں کا اتفاق ہو وہ کبیرہ ہیں اور جو گناہ کسی شریعت میں حرام اور کسی میں حرام نہ ہو وہ صغیرہ ہے(۱۹)۔

۳۔ جن کے ارتکاب سے معرفت الٰہی کا دروازہ بند ہوجائے۔

۴۔ جن کے ارتکاب سے مال وجان کا تحفظ ختم ہوجائے۔

۵۔ کبائر صغائر کے لحاظ سے ہیں

۶۔ ہمیں ان کا علم نہیں وہ لیلۃ القدر کی طرح مخفی ہیں۔

۷۔ جس کے ارتکاب پر حد کا نفاذ ہوتا ہے یا دوزخ کی وعید آئی ہے یا اس کو لعنت یا غضب الٰہی کا سبب قرار دیا ہے(۲۰)۔

۸۔ اگر غلطی غیر معمولی ہو مثلاً کسی کی حق تلفی (حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد)، اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرنی یا ان تعلقات کو توڑنے یا خراب کرنے کی شکل میں ہوں جن پر انسانی زندگی کا امن اور قرار منحصر ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہیں(۲۱)۔

۹۔ کبیرہ گناہ وہ ہے کہ جس گناہ پر وعید آئی ہے جیسے قتل ناحق، زنا اور چوری کرنا وغیرہ (۲۲)۔

ان تعریفات پر تبصرہ اور صحیح تعریف (definition): ان تعریفات میں سے بعض تو کلیۃً غلط ہیں اور بعض جزوی طور پر غیر صحیح ہیں۔ پہلی تعریف اس لئے غلط ہے کہ بہت سی احادیث مبارکہ میں بعض گناہوں کو کبائر کہا گیا ہے اور ان پر کسی کا بھی کوئی اختلاف نہیں۔ دیگر تعریفات پر شارح عقیدہ طحاویہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ قول (کہ جس کی حرمت پر تمام شرائع کا اتفاق ہے) اس کا تقاضا یہ ہے کہ شراب نوشی، میدان جہاد سے بھاگنا، بعض محرمات سے نکاح کرنا ان سب کو کبائر کی فہرست سے خارج کردیا جائے اور یتیم کے مال سے ایک دانہ چوری کرنا، ہلکا سا جھوٹ بولنا وغیرہ کبائر کی فہرست میں داخل ہوجائیں حالانکہ یہ درست نہیں اور جس شخص نے کبائر کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس سے معرفت باللہ کا دروازہ بند ہوجائے یا مال اور جان ضائع ہوجائے اس کی بات کا مطلب یہ ہوگا کہ شراب نوشی، خنزیر، مردار اور خون کھانا اور پاک دامن عورتوں کو متہم کرنا کبائر میں شمار نہ ہوں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے اور جس شخص نے کہا کہ ان کو اضافی لحاظ سے کبائر کہا ہے یا جس کام سے اللہ نے روکا ہے وہ کبیرہ ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں کو صغائر، کبائر میں تقسیم نہ کیا جائے حالانکہ یہ غلط ہے اس لئے کہ یہ بات ان نصوص کے خلاف ہے جو گناہوں کو صغائر، کبائر دو قسموں میں تقسیم کرتی ہیں اور یہ قول کہ کبائر کا علم ہی نہیں ہے یا کبائر مبہم ہیں یہ درست نہیں وہ اپنے عدم علم کی بنا پر حقیقت کا انکار نہیں کرسکتے۔(۲۳)

حد، جہنم کی وعید اور لعنت وغضب الٰہی کا تذکرہ جس تعریف میں کیا گیا ہے اس کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں: یہ قول مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آگے چل کر اس تعریف کی وجوہ ترجیح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ ایسا قاعدہ ہے جو ان تمام اعتراضات سے بالکل محفوظ ہے جو اس کے غیر پر ہو رہے ہیں۔ اس قاعدہ میں ہر وہ گناہ داخل ہے جس کا کبیرہ ہونا نص کے ساتھ ثابت ہے جیسے شرک قتل، زنا، جادو، پاک دامن غافل مومن عورتوں کو متہم کرنا اس طرح اور گناہ بھی ہیں جیسے میدان جنگ سے بھاگنا، یتیم کے مال کو کھانا، سود کھانا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی قسم

اٹھانا، جھوٹی گواہی دینا وغیرہ۔ اس قول کے راجح ہونے کے کچھ اسباب ہیں، ایک سبب تو یہ ہے کہ یہ سلف صالحین، ابن عباس، ابن عیینہ، ابن حنبل وغیرھم سے منقول ہے، دوسرا سبب ارشاد خداوندی ہے: اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا (النساء: 31) ''تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب رکھو گے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کردیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے''۔

اس کریمانہ وعدہ کا وہ انسان حقدار نہیں جس کو اللہ کے غضب اور لعنت کی دھمکی دی گئی ہے اسی طرح جو شخص اس قابل ہے کہ اس پر حد شرعی قائم کی جائے۔ صرف کبائر گناہوں سے احتراز کرنا اس کی برائیوں کا کفارہ نہ ہوگا۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ اس قاعدے کا تعلق ان گناہوں کے ساتھ ہے جن کا ذکر کتاب اللہ اور سنت میں ہے ان گناہوں پر حد کا نفاذ شارع سے معلوم ہو رہا ہے۔ چوتھا سبب بیان کردہ قاعدہ سے کبائر اور صغائر میں فرق ممکن ہے دیگر اقوال سے فرق ممکن نہیں۔ (۲۴)

علامہ ابن عبدالعز الحنفی کے علاوہ بھی بہت سے علماء اور مفسرین نے اسی قاعدہ کو ترجیح دی ہے اور اسی کی تحسین فرمائی ہے۔ نیز اس پر کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔ عبدالرحمان الصالح المحمود لکھتے ہیں: ہر وہ معصیت کبیرہ گناہ ہے جس پر دنیا میں حد اور عذاب آخرت کی وعید ہو۔ شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے: یا جس پر ایمان کی نفی کی گئی ہو یا جس کے ارتکاب پر لعنت کی گئی ہو یا اس طرح کے گناہ۔ ابن نحاس دمشقی نے اس پر یہ اضافہ کیا: جس پر عذابِ جہنم کی وعید ہو یا جس کے مرتکب کو قرآن وحدیث میں فاسق کہا گیا ہو (۲۵)۔

جس گناہ کی بابت یہ ذکر ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھے گا بھی نہیں یا اس سے کلام نہ کرے گا یا اس پر غصے ہوگا وہ بھی کبیرہ گناہ ہے (۲۶)۔

امام نووی نے جس تعریف کو ترجیح دی ہے وہ یہ ہے ہر وہ معصیت کبیرہ گناہ ہے جس پر حد لاگو ہوتی ہو یا جس پر جہنم کی وعید یا لعنت وغضب ہو۔ یہ تعریف ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے (۲۷)۔

شیخ احمد بن حجر لکھتے ہیں: زیادہ جامع اور مستحسن تعریف یہ ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر کوئی حد، سخت وعید، اللہ کی لعنت یا اس کے غضب کا اظہار ہو (۲۸)۔ الشیخ عبدالرحمان بن ناصر السعدی اپنی تفسیر میں اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ کے بارے میں لکھتے ہیں: کبائر سے اجتناب میں فرائض کی ادائیگی بھی شامل ہے کیونکہ ان فرائض جیسے نماز پنجگانہ، نماز جمعہ اور صیام رمضان کا تارک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔۔ آگے لکھتے ہیں، کبیرہ گناہوں کی تعریفات یا اس کے مرتکب سے ایمان کی نفی کی گئی ہو یا اس پر لعنت مترتب ہوتی ہو یا غضب۔ (۲۹)۔

حد اور وعید والی تعریف کے بارے میں سید امیر علی لکھتے ہیں: یہ تفسیر کبیرہ کی پسندیدہ ہے(۳۰)

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں: کبیرہ گناہ کی تعریف قرآن وحدیث اور اقوال سلف کی تشریحات کے ماتحت یہ ہے کہ جس گناہ پر قرآن میں کوئی شرعی حد یعنی سزا دنیا میں مقرر کی گئی ہے یا جس پر لعنت کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، یا جس پر جہنم وغیرہ کی وعید آئی ہے وہ سب گناہ کبیرہ ہیں، اسی طرح ہر وہ گناہ بھی کبیرہ میں داخل ہوگا جس کے مفاسد اور نتائج بد کسی کبیرہ گناہ کے برابر یا اس سے زائد ہوں، اسی طرح جو گناہ جرأت اور بے باکی کے ساتھ کیا جائے یا جس پر مداومت کی جائے تو وہ بھی کبیرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔(۳۱)۔

ایسی ہی تعریف کو سید مودودی نے ترجیح دی ہے، لکھتے ہیں: اس معاملہ میں جس بات پر ہمارا اطمینان ہے وہ یہ ہے کہ ''ہر وہ فعل گناہ کبیرہ ہے جسے کتاب وسنت کی کسی نص نے حرام قرار دیا ہو یا اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول نے دنیا میں کوئی سزا مقرر کی ہو یا اس پر آخرت میں عذاب کی وعید سنائی ہو یا اس کے مرتکب پر لعنت کی ہو یا اس کے مرتکبین پر نزول عذاب کی خبر دی ہو''۔(۳۲)۔

۳: مرتکب کبیرہ اور خلود فی النار؟

کفر وشرک کے علاوہ کسی بھی کبیرہ گناہ کا مرتکب مومن ابدی جہنمی نہیں ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 321ھ) لکھتے ہیں: واهل الكبائر من امة محمد ﷺ فی النار لا یخلدون اذا ماتوا وهم موحدون وان لم یکونوا تائبین بعد ان لقوا الله عارفین وهم فی مشیئته وحکمه ''امت محمدیہ کے وہ لوگ جو کبائر کے مرتکب ہیں وہ دوزخ میں جائیں گے لیکن اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے جب وہ توحید پر فوت ہوئے اور کبائر گناہوں سے تائب بھی نہیں ہوئے البتہ جب ان کی ملاقات اللہ سے ہوئی (جب وہ فوت ہوئے) تو وہ اللہ کی معرفت رکھتے تھے ایسے لوگ اللہ کی مشیئت میں ہیں''(۳۳)۔ مشیئت کا ذکر مندرجہ ذیل آیات کریمہ میں ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا(۳۴) ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا''۔

دوسری آیت میں فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا(۳۵) ''اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا''۔

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء (سعودی عرب) کے فتاوی میں بھی یہی موقف کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے الشیخ عبدالعزیز بن باز مرحوم الفاظ قرآنیہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ فرمان الٰہی اس مومن کے بارے میں ہے جو شرک کے علاوہ گناہوں کا مرتکب ہونے کی حالت میں فوت ہو جبکہ اس نے توبہ نہ کی ہو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے چاہے اس کو معاف کردے اور اگر اس کی مشیت ہو تو اسے عذاب دے، اور اگر اس کو سزا بھی دی جائے گی تو کفار کی طرح اس کو دائمی طور پر جہنم میں نہیں رکھا جائے گا جیسا کہ خوارج، معتزلہ یا ان کی ڈگر پر چلنے والے کہتے ہیں، بلکہ (گناہوں کی سزا بھگت کر) پاک وصاف ہو کر بالضرور وہ دوزخ سے نکلے گا۔ جس کا ثبوت رسول اللہ ﷺ کی متواتر احادیث ہیں اور اس پر اسلافِ امت کا اجماع ہے (۳۶)۔

جب تک ایک شخص مومن رہتا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا وہ اگرچہ کبائر کا مرتکب ہو وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہو جائے گا کیونکہ اہل ایمان سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۳۷) ''ان ایمان دار مردوں اور عورتوں سے اللہ نے جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جو ان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں، اور اللہ کی رضا مندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی زبردست کامیابی ہے''۔

اسی طرح قرآن مجید میں ہے: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه (۳۸) ''جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کا بدلہ دیکھ لے گا''۔ اور نفسِ ایمان چونکہ عمل خیر ہے جب تک وہ باقی ہے اس کی جزا بھی باقی ہے اگرچہ مومن معاصی کا مرتکب ہو۔ اس لئے مومن مخلد فی النار نہیں (۳۹)۔ بہت سی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ گار اہل ایمان کو بالآخر جہنم سے ان کے ایمان کی وجہ سے نکال لیا جائے گا۔ طوالت سے بچتے ہوئے صرف ایک حدیث ذکر کی جاتی ہے: ارشاد نبوی ہے: جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان فاخرجوه فیخرجون (۴۰) ''جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو تو اسے دوزخ سے نکال لو تو وہ (فرشتے) ان کو نکال لیں گے''۔

کبائر کے ارتکاب کے باوجود بھی اہل ایمان کو قرآن و حدیث میں مومن ہی کہا گیا ہے۔ مثلاً مسلمانوں کی وہ جماعتیں جو باہم برسرِ پیکار ہو جائیں قرآن کریم نے ان کے اس جرم کے باوجود مومن کہہ کر ان کا تذکرہ کیا ہے۔ امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ سورۃ الحجرات (آیت:9) وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومن ہی کہا ہے(۴۱)۔ اسی طرح حدیث مبارکہ میں ہے: اذا التقی المسلمان بسیفیھما فالقاتل والمقتول فی النار(۴۲) ''جب دومسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں'' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا: ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین(۴۳) ''میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے گا''۔ یہ جماعتیں جو جمل وصفین میں باہم برسرپیکار ہوئیں ان کو نبی اکرم ﷺ نے مومنوں کی دو جماعتیں ہی کہا ہے نہ کہ کفار کی جماعتیں۔ مزید برآں قاتل کو مقتول کے ورثاء کا بھائی کہا گیا ہے۔ فَمَنْ عُفِیَ لَہٗ مِنْ اَخِیْہِ شَیْءٌ(۴۴)۔ مسلمان کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے مگر اس کے باوجود مومن آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں ان کی باہمی اخوت ختم نہیں ہوتی۔

تو جب تک کوئی شخص مومن رہے گا خواہ وہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب بھی ہوجائے وہ ابدی جہنمی نہیں ہے، تو جن آیات قرآنیہ (البقرہ: 81، النساء: 93,14، الفرقان:69، الجن:23 وغیرھا) میں خالدون، خالدین، خالدا اور یخلد جیسے الفاظ آئے ہیں ان کو علماء محققین اور مفسرین نے مشروط قرار دیا ہے۔ مثلاً مومن کے قاتل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ لَعَنَہٗ وَ اَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا(۴۵) ''اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار رکھا ہے''۔

مولانا محمد انور گنگوہی لکھتے ہیں: خلود فی النار کی وعید زجر وتوبیخ میں تغلیظ وتشدید پر محمول ہے یعنی خلود فی النار مقصود نہیں ہے بلکہ ڈانٹ ڈپٹ میں سختی اختیار کرتے ہوئے وعید سنائی گئی ہے۔ تاکہ کوئی شخص مومن کو قتل کرنے کی جرأت وہمت نہ کرسکے(۴۶)۔

دوسری تاویل یہ ہے کہ مطلب آیت شریفہ کا یہ ہے کہ قتل مومن متعمداً کی حقیقی سزا تو تخلید فی النار ہی ہے اگر حق تعالیٰ اس کو سزائے حقیقی دینا چاہیں تو تخلید فی النار کی سزا دیں گے مگر یہ حق تعالیٰ کے فضل وکرم کی بات ہے کہ اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں بھیج دیں گے۔۔۔(۴۷)۔

''مومن کے قاتل کی اصل سزا تو جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے یہ اصلی سزا جاری نہ ہوگی''۔۔۔کا موقف مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی اختیار کیا ہے(۴۸)۔

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ اصلی سزا جاری نہ ہوگی بلکہ ایمان کی برکت

سے آخر کو نجات ہو جائے گی۔ تمام اہل حق متفق ہیں کہ بجز کفر و شرک کے کوئی امر موجب خلود فی النار نہیں ہے (۴۹)۔

تیسری تاویل یہ ہے کہ یہ استحلال پر محمول ہے یعنی اگر کوئی شخص حلال سمجھ کر کسی مومن کو قتل کرے وہ مخلد فی النار ہے اور گناہ کبیرہ کو حلال سمجھنا کفر ہے اور کفر کی سزا تخلید فی النار ہے (۵۰)۔ یہی استحلال کی شرط علامہ محمد انور شاہ کاشمیری نے اختیار کی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (زیرِ بحث آیت میں آنے والے لفظ) متعمداً سے مراد مستحلاً لیتے ہیں (۵۱)۔ یعنی جو مومن کے قتل کو جائز سمجھتے ہوئے قتل کرے وہ دائمی جہنمی ہے۔

مولانا محمد انور گنگوہی لکھتے ہیں: آیت کا مطلب یہ ہے ومن یقتل مومنا لکونه مومنا کہ جو شخص کسی مومن کو اس کے مومن ہونے کی وجہ سے قتل کرے وہ مخلد فی النار ہے اور ظاہر ہے کہ کسی مومن کو اس وجہ سے قتل کرنا کہ وہ مومن ہے یہ کفر ہے کیونکہ یہ ایمان سے نفرت اور عداوت کی دلیل ہے اور ایمان سے عداوت ونفرت رکھنا کفر ہے، وجہ اس تاویل کی یہ ہے کہ جب کسی حکم کو کسی مشتق پر مرتب کیا جاتا ہے تو اس مشتق کا مصدر ترتّبِ حکم کی علت ہوتا ہے یہاں پر قتل مرتب ہو رہا ہے مومن پر جو کہ مشتق ہے پس اس کا مصدر یعنی ایمان قتل کی علت بن جائے گا کہ یہ شخص ایمان کی وجہ سے اس کو قتل کر رہا ہے جیسے کہا جائے: ضربت السارق اس کا مطلب یہ ہوتا ہے: ضربت السارق لکونه سارقا حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا اس کا مطلب ہے فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا لکونهما سارقین (۵۲)۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بھی اپنی تفاسیر میں یہی مفہوم اختیار کیا ہے۔ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا کی تفسیر میں ان کے الفاظ ہیں: من حیث انه مومن لا یرضی ایمانه یعنی اس لئے مومن کو کوئی قتل کرے وہ اس کے ایمان لانے سے خوش نہیں۔ (۵۳)۔ سید امیر علی نے آیت زیر بحث کے شان نزول وغیرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھا: یہ حکم مخصوص ایسے قاتل کے ساتھ ہوگا جس نے قتل عمد کے ساتھ کفر وارتداد اختیار کیا ہو جیسے مقیس بن ضبابہ بعد قتل کرنے کے مرتد ہو گیا تھا (۵۴)۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مومن کے قاتل کے بارے میں لکھتے ہیں: وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ یہاں خلود سے مراد بہت دیر تک رہنا ہے جیسا کہ متواتر حدیثوں سے ثابت ہے کہ جہنم میں سے وہ بھی نکل آئیں گے جن کے دل میں رائی کے چھوٹے سے چھوٹے دانے برابر بھی ایمان ہوگا۔ جن آیات میں خالدین، خالدا وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں ان کے بارے میں مولانا محمد انور گنگوہی لکھتے ہیں: ان آیات میں خلود سے مراد مجازاً مکث طویل (زمانہ طویل تک رہنا) ہے کہا جاتا ہے۔ سجن مخلّد مراد اس سے لمبی قید ہوتی ہے۔ یہ تاویل ان آیات میں اکثر مفسرین نے کی ہے۔ اس صورت میں مرتکب کبیرہ کا مخلد فی النار ہونا اور عدم خروج من النار لازم نہیں آتا (۵۵)۔

۴: مرتکبِ کبیرہ کی توبہ؟

قرآن وحدیث کے صریح دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ سے تمام قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اس سلسلے کی چند آیات کریمہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ توبۃ النصوح کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَ یُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ بِاَیْمَانِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۵۶) ’’اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کردے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ایمان داروں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا۔ یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے‘‘۔

۲۔ کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کی سزا بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (۵۷) ’’سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے‘‘۔

۳۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ (۵۸) ’’جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہوجائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے، انہیں کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، ان نیک کاموں کے کرنے والوں کا ثواب کیا ہی اچھا ہے‘‘۔

۴۔ گناہوں سے توبہ کرلینے والے جنت میں داخل ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ شَیْئًا (۵۹) ’’پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز

ضائع کردی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا، بجز ان کے جو توبہ کرلیں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کی ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی"۔

۵۔ قاذف کی سزا 80 کوڑے بیان کرنے اور اس کی گواہی کے غیر مقبول ہونے کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡ بَعۡدِ ذٰلِکَ وَ اَصۡلَحُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ(۶۰) "ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کرلیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے"۔

۶۔ کتمان حق کے مجرم جن کو قرآن میں ملعون کہا گیا ہے، اگر توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہے: اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اَصۡلَحُوۡا وَ بَیَّنُوۡا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ(۶۱) "مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور بیان کردیں تو میں ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہوں"۔

۷۔ مومن کے قاتل کی سزا جہنم تب ہوگی جب اس نے توبہ نہیں کی ہوگی (۶۲) مولانا ثناء اللہ امرتسری نے دلیل میں اصحاب الاخدود کی سزا والی آیت پیش کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَتُوۡبُوۡا فَلَہُمۡ عَذَابُ جَہَنَّمَ وَ لَہُمۡ عَذَابُ الۡحَرِیۡقِ(۶۳) "بے شک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا پھر توبہ (بھی) نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا عذاب ہے"۔

۸۔ انسان خواہ کتنا ہی قصور وار کیوں نہ ہو توبہ کی بنیاد پر اس کی فلاح حتمی اور یقینی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَتُوۡبُوۡٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (۶۴) "تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اے مومنو! تا کہ تم فلاح پاؤ"۔

۹۔ توبہ کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اہۡتَدٰی(۶۵) "ہاں بے شک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں ایمان لائیں نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں"۔

۱۰۔ تمام گناہوں کی معافی کا وعدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ(۶۶) "(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے"۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: یہ آیت اپنے عموم کے اعتبار سے ہر گناہ کو شامل ہے، خواہ کفر و شرک ہو خواہ شک و

نفاق ہو، خواہ قتل وفسق ہو، خواہ کچھ بھی ہو، جو اللہ کی طرف رجوع کرے، اللہ اس کی طرف مائل ہوگا، جو توبہ کرے اللہ اسے معاف فرمائے گا(۶۷)۔

ایک اشکال اوراس کا جواب: بہت سے لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ شرک کرنے کی معافی نہیں ملتی، تو واضح رہنا چاہیے یہ بات اس شخص کے بارے میں ہے جو شرک کرتا رہا اور توبہ کے بغیر مرگیا۔ مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز بن باز مرحوم فرماتے ہیں یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ(النساء:116) اس مشرک کے بارے میں ہے جو توبہ کے بغیر مرا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (المائدة:72) ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام قرار دے دیا ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، ظالموں (مشرکوں) کا کوئی بھی مددگار نہیں''۔ اسی طرح اللہ جل جلالہ نے فرمایا: وَ لَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (الانعام:88) ''اگر وہ (انبیاء علیہم السلام) بھی شرک کرتے تو ان کے سب اعمال ضائع ہوجاتے''۔ اس مفہوم کی آیات بکثرت ہیں۔ (۶۸)۔

احادیث مبارکہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کرنے والا جب توبہ کے آداب وشرائط کے ساتھ توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ زانی، شرابی اور چور کے بارے میں حدیث مبارکہ میں والتوبة معروضة بعد کے الفاظ سے بتادیا گیا کہ کبائر کے مرتکبین کے لئے توبہ کا دروازہ بہرحال کھلا ہے(۶۹)

سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ کی قبولیت اور اس کی مغفرت کا تذکرہ احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔(۷۰)۔

حافظ ابن کثیر اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جب بنی اسرائیل میں یہ ہے تو اس امت مرحوم کے لئے قاتل کی توبہ کے دروازے بند کیوں ہوں؟ ہم پر پہلے بہت زیادہ پابندیاں تھیں جن سب سے ہمیں خدا نے آزاد کردیا اور رحمۃ للعالمین جیسے سردار انبیاء کو بھیج کر وہ دین ہمیں دیا جو آسانیوں اور راحتوں والا، سیدھا، صاف اور سہل ہے (۷۱)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یضحک اللہ سبحانه وتعالی الی رجلین یقتل احدهما الآخر یدخلان الجنة یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل ثم یتوب اللہ علی القاتل فیسلم فیستشهد(۷۲) ''اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کی طرف دیکھ کر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے، وہ دونوں جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ قتل ہونے والا اللہ کے راستے میں لڑتا لڑتا قتل (شہید) ہوجاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ قاتل کو بھی توبہ کی توفیق دے دیتا ہے وہ مسلمان ہوکر اللہ کی راہ میں جام شہادت نوش کرتا ہے''۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے: ویتوب الله علی من تاب(۷۳)''اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے''۔

احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ جس آدمی کو دنیا میں سزا ہوجاتی ہے تو وہ اس کے گناہ کا کفار بن جاتی ہے(۷۴)

شارح عقیدہ طحاویہ لکھتے ہیں: صغائر اور کبائر گناہ توبہ کے بعد یقیناً معاف کر دیے جاتے ہیں وہ مشیئت کے ساتھ معلق نہیں ہیں(۷۵)

اگر کسی کے گناہ دنیا میں مستور رہے تو ایسا شخص اللہ کی مشیئت کے ساتھ معلق ہوگا اللہ تعالیٰ چاہے تو سزا دے یا معاف کردے(۷۶)

البتہ وہ احادیث جن میں یہ آتا ہے کہ قاتل کو مقتول لے کر آئے گا ان کے بارے میں ابن کثیر لکھتے ہیں یہ بالکل ٹھیک ہیں۔ چونکہ اس میں انسانی حق ہے، وہ توبہ سے ٹل نہیں جاتا۔ بلکہ انسانی حق تو توبہ ہونے کی صورت میں بھی حقدار کو پہنچانا ضروری ہے۔ جس طرح قتل ہے، اسی طرح چوری ہے، غصب ہے، تہمت ہے اور دوسرے حقوق انسانی ہیں جن کا توبہ سے معاف نہ ہونا اجماعاً ثابت ہے بلکہ توبہ کی صحت کی شرط ہے کہ ان حقوق کو ادا کرے۔ اور جب ادائیگی محال ہے تو قیامت کے روز اس کا مطالبہ ضروری ہے۔ لیکن مطالبہ سے سزا کا واقع ہونا ضروری نہیں۔ ممکن ہے کہ قاتل کے سب اعمال صالحہ مقتول کو دے دیے جائیں یا بعض دے دیے جائیں اور اس کے پاس پھر بھی کچھ رہ جائیں اور یہ بخش دیا جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ قاتل کا مطالبہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے پاس سے اور اپنی طرف سے حور وقصور اور بلند درجات جنت دے کر پورا کردے اور اس کے عوض وہ اپنے قاتل سے درگزر کرنے پر خوش ہوجائے اور قاتل کو اللہ بخش دے۔(۷۷)۔

ایک اشکال کا جواب: قاتل کی توبہ کے بارے میں ایک اشکال باقی رہ جاتا ہے، وہ یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کے نزدیک قاتل مومن کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اس کے بارے میں مولانا محمد انور گنگوہی لکھتے ہیں:

یہ سب زجر وتوبیخ پر محمول ہے، دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت ابن حمید اور امام نحاس نے سعید بن عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مومن کو قتل کردے اس کی توبہ قبول ہوجاتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر ان سے سوال کیا کہ کیا قاتل مومن کی توبہ قبول ہوجاتی ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نہیں! اس کے لیے تو صرف جہنم ہے جب وہ شخص چلا گیا تو اہلِ مجلس نے عرض کیا آپ تو اس طرح کا فتویٰ

نہیں دیتے ہیں آپ تو ہم سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ قاتل مومن کی توبہ قبول ہوجاتی ہے آج کیا بات ہوئی (کہ آپ نے فرمادیا اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی اس کے لیے صرف جہنم ہے) حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ شخص غصہ میں بھرا ہوا تھا میرا گمان یہ ہے کہ اس کا ارادہ کسی مومن کو قتل کرنے کا تھا (یہ اسی لئے معلوم کرنے آیا تھا کہ اگر قبولیتِ توبہ کی گنجائش نکل آئی تو قتل کرنے کے بعد توبہ کرلوں گا اس لئے میں نے اس سے کہہ دیا کہ قاتل مومن کی توبہ قبول نہیں ہوتی تاکہ یہ قتل سے رک جائے) لوگوں نے کسی شخص کو اس کے پیچھے بھیجا کہ دیکھ کر آئے وہ کہاں جاتا ہے اس کا کیا ارادہ ہے معلوم ہوا کہ واقعی اس کا ارادہ کسی مومن کو قتل کرنے کا تھا۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما زجر وتوبیخ کے طور پر فرمادیا کرتے تھے کہ قاتل مومن کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ (۷۸)۔

حوالہ جات وحواشی

۱) النساء:31

۲) مواہب الرحمان 20/2، پ 5، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

۳) النجم:32

۴) زبدۃ التفسیر من فتح القدیر از محمد سلیمان عبداللہ الاشقر ص:702، ط:۲، 1988ء، وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ، کویت

۵) الشوری:37:42

۶) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء والصلاۃ عقبہ

۷) صحیح بخاری کتاب الوصایا، ح:86، 2766۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر ح:145؛ سنن ابوداؤد، کتاب الوصایا باب ماجاء فی التشدید فی اکل مال الیتیم ح:2874

۸) صحیح بخاری کتاب الادب باب لایسب الرجل والدیہ، ح:5973؛ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الکبائر واکبرھا، ح:90

۹) ایضا بخاری ح:5976؛ مسلم ح:87

۱۰) صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ: فلا تجعلوا اللہ اندادا وانتم تعلمون ح:4477

۱۱) مستدرک حاکم 59/1، ط:1978، دارالفکر، بیروت؛ سنن ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی التشدید فی اکل مال الیتیم، ح:2875: سنن نسائی کتاب تحریم الدم باب ذکر الکبائر، ح:4017

۱۲) مسند احمد 413/5۔ 414، ط:1978ء، المکتب الاسلامی، بیروت؛ سنن نسائی کتاب تحریم الدم باب ذکر الکبائر، ح:4014

۱۳) معاشرہ کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج از شیخ احمد بن حجر ص:31، ط:1، 1985ء، الدار السلفیہ، بمبئی

۱۴) معارف القرآن 383/2، ط:1404ھ/ 1983ء، ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی

۱۵) ایضاً282/4

۱۶) تفہیم القرآن 3/212-213، ط:11، 1982ء، ادارہ ترجمان القرآن لاہور

۱۷) صحیح بخاری کتاب الفتن باب الامر اذا لم تکن الجماعۃ ح:6672

۱۸) مختصر کتاب الکبائر از امام ذھبی ص: □7 مقدمہ) ط:4، المکتب التعاونی ریاض، سعودی عرب

۱۹) معاشرہ کی مہلک بیماریاں از شیخ احمد بن حجر ص:33، ط:1، 1985، الدار السلفیہ بمبئی

۲۰) شرح عقیدہ طحاویہ از علامہ ابن عبدالعز الحنفی، ترجمہ: مولانا محمد صادق خلیل، ص:471، ضیاء السنۃ، فیصل آباد

۲۱) کبیرہ گناہوں کی حقیقت ص:13 ط:10، 2003، مکتبہ نور اسلام اردو بازار لاہور

۲۲) مواھب الرحمان 19/2 ۲۳) شرح عقیدہ طحاویہ ص:472

۲۴) ایضاً ص:471-472

۲۵) المحرمات والمنہیات ص:63، ط: المکتب التعاونی للدعوۃ والارشاد، حی المنار، ریاض، سعودی عرب

۲۶) تیسیر القرآن از عبدالرحمان کیلانی ۱/۴۷۴، ط:۲، ۲۰۰۰ء مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور

۲۷) شرح مسلم للنووی ۲/۸۵ المطبعۃ المصریۃ ۲۸) معاشرہ کی مہلک بیماریاں ص:۳۳

۲۹) تیسیر الکریم الرحمان فی تفسیر کلام المنان ۲/ ۲۷، ط:۱۳۹۸، موسسۃ مکۃ للطباعۃ والاعلام، مکہ مکرمہ

۳۰) مواھب الرحمان ۲/۲۰ ۳۱) معارف القرآن ۲/۳۸۵

۳۲) تفہیم القرآن ۵/۲۱۳ ۳۳) شرح عقیدہ طحاویہ، ص:469-470

۳۴) النساء:48 ۳۵) ایضاً:116

۳۶) شبہات واشکالات حول بعض الاحادیث والآیات ص:66، ط:1، 1422ھ/ 2001ء، دار الثبات، ریاض، سعودی عرب ۳۷) التوبۃ:72 ۳۸) الزلزال:7

۳۹) اسی طرز پر دیکھیں مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ: الانبیاء:47، الاعراف:8-9، آل عمران:30، البقرۃ:281

۴۰) صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ والنار، ح:6560، کتاب الایمان باب تفاضل اہل الایمان فی الاعمال ح:22 ۴۱) صحیح بخاری کتاب الایمان باب المعاصی من امر الجاھلیۃ:22

۴۲) ایضاً ح:30

۴۳) ایضاً کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی: ان ابنی ھذا سید۔۔۔۔ ح:7109

۴۴) البقرۃ:178 ۴۵) النساء:93

۴۶) مشکلات القرآن از مولانا محمد انور گنگوہی ص:40، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان

۴۷) ایضاً ص:42 ۴۸) معارف القرآن 514/2

۴۹) بیان القرآن اختصار شدہ) تاج کمپنی لمیٹڈ، قرآن منزل، لاہور

۵۰) مشکلات القرآن گ)ص:43 ۵۱) مشکلات القرآن ک)،ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان

۵۲) مشکلات القرآن گ)ص:43

۵۳) تفسیر القرآن بکلام الرحمان ص:138، ط:1، 1423ھ/ 2002ء دار السلام، ریاض، سعودی عرب

۵۴) مواہب الرحمان 157/2 ۵۵) مشکلات القرآن گ)ص:43

۵۶) التحریم:8 ۵۷) الفرقان:70 ۵۸) آل عمران:135-136

۵۹) مریم:59-60 ۶۰) النور:5 ۶۱) البقرۃ:160

۶۲) تفسیر القرآن بکلام الرحمان ص:138 ۶۳) البروج:10 ۶۴) النور:31

۶۵) طہ:82 ۶۶) الزمر:53 ۶۷) ابن کثیر 737/1

۶۸) شبہات واشکالات حول بعض الاحادیث والآیات ص:14، 43

۶۹) دیکھیے صحیح بخاری کتاب المحاربین باب اثم الزناۃ ح:6810

۷۰) صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب 54، ح:3470: صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب قبول توبۃ القاتل ح:2766

۷۱) تفسیر ابن کثیر 737/1

۷۲) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الکافر یقتل المسلم ---ح:2826، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بیان الرجلین یقتل احدھما الاخر یدخلان الجنۃ ح:1890

۷۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ما یتقی من فتنۃ المال، ح:6436، صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب لو ان لابن ادم وادیین لابتغی ثالثا، ح:1049

۷۴) صحیح بخاری کتاب الحدود باب کفارۃ الحدود ح:6784، صحیح مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسہ بالزنی ح:1696

۷۵) ص:473 ۷۶) صحیح بخاری ح:6784 ۷۷) تفسیر ابن کثیر 738/1

۷۸) مشکلات القرآن ص:41-42

مطبوعاتِ شیخ زاید اسلامک سینٹر

☆ قلائد الجمان لابن الشعّار	تحقیق و تعلیق: پروفیسر ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی
☆ شرح اربعین النووی	تحقیق و تعلیق: پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی
☆ المنہاج السوی للسیوطی	تحقیق و تعلیق: پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت
☆ تحفۃ الطالبین لابن العطار	تحقیق و تعلیق: پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت
☆ قرآن وسنت - چند مباحث (جلد اول و دوم)	حافظ احمد یار
☆ مغربی تہذیب - ایک معاصرانہ جائزہ	پروفیسر ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری
☆ عربی شاعری - ایک تعارف	پروفیسر ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی
☆ پاکستان میں عربی زبان	پروفیسر ڈاکٹر مظہر معین
☆ نبی کریم ﷺ بحیثیت مثالی شوہر	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
☆ آئینۂ کردار	ڈاکٹر زاہد منیر عامر
☆ ھمزیاتِ عشر	پروفیسر ڈاکٹر صوفی ضیاء الحق
☆ عصرِ حاضر میں اجتہاد اور اس کی قابلِ عمل صورتیں	ادارہ شیخ زاید اسلامک سنٹر
☆ مقالاتِ گیلانی	مولانا مناظر احسن گیلانی تحقیق و تعلیق: حافظ عبد الباسط خان
☆ اختلاف قرأت اور نظریہ تحریف قرآن	فیروز الدین شاہ کھگہ
☆ امام ابن شہاب زہری اور ان پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ	حافظ محمد عبد القیوم
☆ سجدۃ القلم	سعید احمد بودلہ
☆ قرأت شاذہ: شرعی حیثیت، تفسیر و فقہ پر اثرات	محمد اسلم
☆ رسمِ عثمانی اور اس کی شرعی حیثیت	سمیع اللہ فراز